مطبوعات

پاکستان اور قومی یک جہتی از جناب پروفیسر محمد صدیق قریشی ۔ ناشر: فیروز سنز، لاہور، راولپنڈی، کراچی ۔ جدید ترین کمپیوٹرائیزڈ طباعت، بہت اچھا کاغذ، خوش نما ٹائیٹل، صفحات ۹۰ قیمت ۴۰/- روپے ۔

کتاب موضوع و مقصد کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے ۔ یک جہتی کے فقدان سے بے شمار خطرناک عوارض نمودار ہوتے ہیں ۔ اور یک جہتی قائم کرنے سے یہ دور ہو سکتے ہیں ۔

یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ مصنف نے تاریخی حقائق ہوں یا معاشی اور معاشرتی مسائل اور ان کے سیاست پر اثرات، ان سب کے متعلق جو باتیں کہی ہیں ان کے لیے کہیں حوالے بھی دیئے ہیں اور نہیں بھی دیئے تو بین السطور میں ان کا مطالعہ جھلکتا ہے ۔ انہوں نے قوم اور قومیت کے سلسلے میں بھی گفتگو کی ہے اور اتحاد و افتراق کے نفع و نقصان پر بھی ۔ لیکن بہت سی ضروری باتیں انہوں نے "خود شناسی" کے باب میں کہی ہیں ۔ بہت سی زیادتیاں اور محرومیاں اور تضاد ہیں جن کی وجہ سے ہماری وحدت میں خلل آتا ہے ۔

کتاب کہتی ہے کہ پاکستانیت کو مضبوط ہونا چاہیے ! لیکن لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اسی پاکستان

کے بڑے بڑے علمبردار اور نگہدار پاکستان کو کھاتے جارہے ہیں اور آبادی کے بعض حصوں کو مصیبت کا شکار بنا رہے ہیں تو ان کے احساسات ردِعمل کا شکار ہو کر صحت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

کتاب کہتی ہے کہ علمائے کرام دین و ایمان کو پھیلائیں، وہی تو ہمارا اصل رشتۂ وحدت ہیں۔ حالانکہ جہاں ایک طرف صورت یہ ہو کہ حکومتی اور نیم حکومتی ادارات اسلام کی بیش قیمت قدروں کو پیمانۂ کبیر پر تباہ کر رہے ہوں اور جہاں معاشرے میں دین اور اس کے قانون کو کوئی مؤثر مقام دینے سے حکومت کو انکار ہو۔ اور رئیس کے اکابر تک عملاً اس سے آزاد رہتے ہوں اور مخالفینِ دین کو نوازتے ہوں اور جہاں علمائے دین کو ملّا کہہ کر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ جہاں نظامِ تعلیم لارڈ میکالے کی بنیادوں پر یا تو مشنریوں کا قبول ہو یا انگلش میڈیم پبلک اسکولوں کا، اور غبن اور خیانت اور رشوت کا عام چلن ہو اور جہاں غریب طبقوں کو ہمیشہ پستے رہنا ہو، وہاں آپ دس ہزار مولویوں کو بھی وعظ کہنے کے لیے لگا دیں تو وہ ان تضادات کا ازالہ نہیں کر سکتے جو اکابرِ قوم اور عوام میں ہیں۔

پس ہم صدقِ دل سے پروفیسر محمد صدیق قریشی صاحب کی دعوتِ اتحاد کے ساتھ ہیں اور خرابیٔ احوال کے تجزیے کے بعض پہلو بھی ان کے قلم سے بہت اچھے سامنے آئے ہیں، لیکن وہ بگاڑ کے پورے اسباب پر حاوی ہو کر جامع اور مؤثر حل نہیں دے سکے۔

مثلاً حل تجویز کرتے ہوئے اہم ترین سوال یہ آتا ہے کہ ایک پاکستانی کا ـــــ وہ حاکم ہو یا شہری ـــــ نصب العین کیا ہے جس کے لیے وہ ساری زندگی کھپا دے یا یہ کہ اُسے کس ساخت کا انسان بننا چاہیے اور کیوں اور کس طرح؟

آج کے حالات میں جو پراگندگی ہے، اس کے لحاظ سے ایسی تحریریں بہرحال ضروری اور مفید ہیں۔